(قسط نمبر 8)

ڈاکٹر سید زاہد علی واسطی، ملتان

# ازدواجی تعلقات اور

# شوہر بیوی کے لئے ضروری تنبیہات و ہدایات

## (تنبیہ الزوجین)

## عورت اور مرد فروغ علم کے راستے پر

**اسلامی نصاب تعلیم:**

اسلام انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے آخری و مکمل ضابطہ حیات پیش کرتا ہے' اشاعت اسلام کے متعلق دشمنان اسلام کہتے ہیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا۔ آیئے ہم بہ نظر غائر دیکھیں کہ اسلام علم الاخلاق سے پھیلا یا تلوار سے۔ تعمیر کعبہ کے مکمل ہونے پر حضرت ابراہیمؑ نے پروردگار سے جو دعا کی وہ یہ تھی۔

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ان لوگوں میں ایسا رسول بھیج جو ان ہی میں سے ہو' وہ رسول تیری آیات ان کے روبرو تلاوت کرے اور ان کو کتاب و دانائی کی باتیں سکھایا کرے اور ان کو پاک و صاف بنادے۔ (البقرہ۔۱۲۹)

رب العالمین نے قرآن میں اس دعا کی قبولیت کو ایمان والوں کے لئے احسان عظیم قرار دیتے ہوئے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر احسان عظیم کیا' جب کہ انہی میں سے ایک ایسا رسول بھیجا جو ان پر خدا کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کی زندگی سنوارتا ہے اور ان کو کتاب اور دانائی کی تعلیم بھی دیتا ہے' اور بلاشبہ اسی رسول کی تشریف آوری سے قبل یہ لوگ کھلی گمراہی میں مبتلا تھے۔ (العمران۔۱۶۴)

خداوند قدوس نے قرآن مجید کی جامعیت نصاب کو اس طرح بیان فرمایا (سورۃ الزمر ملاحظہ کریں)

ترجمہ: ہم نے اس قرآن میں انسانوں کے لئے ہر طرح کی مثالیں دی ہیں تا کہ یہ لوگ نصیحت حاصل کریں' یعنی اس کتاب میں ہر ضروری بات آ گئی' حضورﷺ نے فرمایا کہ بھلائی کی کوئی ایسی بات نہیں جو میں نے تم لوگوں کو نہ بتادی ہے' اور کوئی برائی ایسی نہیں جس سے روک نہ دیا ہو' ان تعلیمات اسلامی کے نصاب کو ہم دیکھتے ہیں تو قرآن کریم میں' ہمیں' تمام علوم نظر آتے ہیں' جس کے لئے پڑھنے والی آنکھ اور سمجھنے والا ذہن درکار ہے' دیکھئے قرآن اس میں کیا نہیں ہے۔

علم الاخلاق' علم الانسان' علم طب' علم ریاضی' علم ہیئت' علم نفس وقویٰ' علم الحیاتیات' علم حیوانات' علم منطق' علم

قانون، علم فصاحت و بلاغت، علم تاریخ، علم سیاحت، علم معیشت و معاشرت، علم زراعت، علم سائنس، الغرض تمام علوم قرآں کے احاطے میں ہیں جن سے انسانیت کی راہ نمائی ہو سکتی ہے۔

آپ غور فرمائیں، حضور ﷺ سے جب اللہ تعالیٰ کے خصوصی نمائندے کی ملاقات غار حرا میں ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام اللہ کے پیارے رسول سے پہلا لفظ جو کہتے ہیں وہ نصاب علم دین میں کس قدر تابندہ ہے، وہ لفظ یہ ہے ''اقرأ'' (پڑھو) اس سے زیادہ آپ کیا ثبوت چاہتے ہیں کہ مذہب اسلام علم، تعلیم و تعلم کو کس قدر حاصل کرنے کو کہتا ہے جو پڑھایا گیا وہ بھی سن لیں۔

ترجمہ: اے پیغمبر آپ اپنے رب کا نام لے کر پڑھئے۔ جس نے پیدا کیا انسان کو خون کے لوتھڑے سے، آپ قرآن پڑھئے، آپ کا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعہ تعلیم دی، اس نے وہ تعلیم دی جو انسان نہیں جانتا تھا، لیجئے صاحب پہلی ہی آیت جو نازل ہوئی اس میں نظام تعلیم (Educational Policy) کی ہدایت اور جنیاتی حیات (Embryo Logy) کی ترکیب بتادی گئی، سوچیں یہ علم نہیں تو اور کیا ہے۔

## علم کیا چیز ہے:

متکلمین اسلام (ماترید) کی رائے یہ ہے کہ علم ایک صفت ہے جو دل کے اندر رودیعت کی گئی ہے۔ جب ضروری پائی جائیں تو یہ انجلاء اور انکشاف کی کیفیت پیدا کر دیتی ہے، اس کی مثال قوت باصرہ کی سی ہے، جو آنکھ کے اندر رکھی گئی ہے فلسفہ کا خیال ہے کہ علم ''حصول صورۃ'' یا ''صورۃ حاصلہ'' کو کہتے ہیں، متکلمین کی رائے میں علم موجود اور معدوم دونوں کے ساتھ متعلق کیا جا سکتا ہے، علم کی اچھائی یا برائی معلوم کی اچھائی یا برائی پر موقوف ہے۔

چنانچہ اخلاقیات کا علم پسندیدہ سمجھا جائے اور قمار بازی کا علم برا مانا جائے، علم وہ ہی علم کمال سمجھا جائے گا۔ جو اس عمل کی طرف راہنمائی کرے گا اور جو رضائے الٰہی کے حصول کا سبب بنے گا، اگر ایسا نہیں تو یہ سب علم، علم کمال نہیں علم وبال کہلائے گا، حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس کے عمل کا سلسلہ یعنی عمل کا اجر و ثواب جاری رہتا ہے مگر جب ان اعمال کے اجر و ثواب عطا کرنے کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے، پھر تین علم ایسے ہیں کہ ان پر اجر وثواب جاری رہتا ہے (۱) صدقہ جاریہ (۲) ایسا علم جس سے ہر دور میں لوگ مستفید ہوتے رہے (۳) صالح اولاد جو والدین کے مرنے کے بعد ان کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔

حضرت آدمؑ کو جو ملائکہ پر فضیلت حاصل ہوئی، وہ محض علم کی ہی نہ تھی، بلکہ علم کے ساتھ عمل کے اشتراک کی وجہ بھی تھی، اور وہ ان کا جذبہ بندگی، اظہار عبودیت اور انکسار تھا، جس کا اظہار انہوں نے اس وقت کیا جب ان کی تعلیم دی گئی، (ملاحظہ کریں آیات ۳۱ تا ۳۵ البقرہ) جس میں آدم علیہ السلام نے فرمایا مجھے علم نہیں ماسوائے اس علم کے جو اللہ نے مجھے

سکھایا' بہر حال آدم علیہ السلام نے فرمایا' مجھے علم نہیں ماسوائے اس علم کے جو اللہ نے مجھے سکھایا' بہر حال آدمؑ کا وہ علم جس کے ساتھ عمل بھی شامل رہا ملائکہ پر ان کی فضیلت اور استحقاق خلافت کا سبب بنا اور جو علم' علم خیر کا موجب بنے اس کی فضیلت قرآن اور حدیث میں بکثرت بیان کئے گئے ہیں۔امام مالکؒ اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا نوافل میں مصروف رہنے سے بہتر ہے اور امام احمدؒ نے علم سب پر افضل قرار دیا (قاموس القران۔صفحہ ۳۶۸)

حضورؐ جب دنیا سے رخصت ہو رہے تھے فرمایا کہ "میں علم کا شہر ہوں اور علیؓ علم کا دروازہ ہے"

ابوداؤد میں ارشاد ہوتا ہے کہ "جو شخص علم کی طلب کرنے کے لئے اس راستہ پر چلتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر لے جاتا ہے اور فرشتے اس طالب علم کیلئے اپنے پر پھیلا دیتے ہیں۔

پس اس میں شک نہیں کہ اسلام' علم سے پھیلا' پہلے دن سے آج تک اسلام میں علم کو سربلندی حاصل رہی۔اللہ تعالیٰ خود بہترین علم رکھنے والا ہے' اور علم والوں کو پسند کرتا ہے' ہم سب کا فرض ہے کہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے لئے ہر شخص عمدہ علم سے فیضاب ہو' قرآن کہتا ہے کہ "کیا تم کو خبر نہیں کہ زمین اور آسمان کی ہر چیز کا علم اللہ کو ہے" (المجادلہ۔ص۰۷)

پس علم کا حصول ہمارا فرض ہے' جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے ایک اور حدیث میں ارشاد ہوتا ہے

"جو اللہ کی رضا کے سوا دنیاوی اغراض کیلئے علم حاصل کریگا' اللہ تعالیٰ اسے جنت کی خوشبو سے محروم کر دے گا"

## نیک عمل کیا کرو:

قرآن صاف صاف کہہ رہا ہے کہ نیک عمل کیا کرو' ملاحظہ فرمایئے:

"جو کوئی نیک عمل کرے گا' اپنے ہی لئے کرے گا' جو کوئی برائی کرے گا' وہ آپ ہی اس کا خمیازہ بھگتے گا" (الجاثیہ' ۱۵)

نیک اعمال کا تعلق نیک علم سے ہے' اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے' کہ وہ کون سے علوم ہیں' جن کو قرآن وسنت میں حاصل کرنے کے لئے ضروری قرار دیا گیا اور دین سیکھنے کا نبویؐ اور فطری طریقہ ضروری قرار دیا گیا۔

دین کی تعلیم و تعلم اور دین کی خدمت واشاعت کو مسلمانوں کی زندگی کا لازمی جزو قرار دیا گیا۔

دین کے لئے عمل جدوجہد' سعی و عمل کو فروغ دینے کے لئے ہر مسلمان کو دین کا علم سیکھنا الزام قرار دیا گیا۔

اشاعت دین کی سربلندی کے لئے گھوڑ سواری' شمشیر زنی' نیزہ بازی' تیر وتفنگ کی تربیت حاصل کرنے کا علم ضروری ہے' مگر واضح رہے کہ آج کل ان علوم کا نعم البدل یعنی' مشینی سواریاں' مشینی آلات' جدید آلات حرب کا استعمال کے علاوہ' جنگی فنون' جدید اسلحہ بندی کا علم ضروری ہے۔

ان تمام علوم جدیدہ میں طب و جراحت (میڈیسن' سرجری' بجلی کی شعاؤں سے علاج' ڈائیتھرمی) جدید تعمیراتی اسالیب' جدید آلات حرب وضرب وغیرہ شامل ہیں جن سے امت مسلمہ ہی کی نہیں بلکہ ہر انسان بلاتفریق مذہب وملت کی

خدمت ہو سکے مگر ان میں وہ علوم جن میں اسلام کی نشاۃ ثانیہ کی تعلیم نہ ہو شامل نہیں، مثال کے طور پر:

فن موسیقی، فن گلوکاری، فن اداکاری، رقص وسرود جن سے بے غیرتی، شوریدگی، اور فحبہ گری پروان چڑھے۔

علوم دست شناسی، ستاروں سے قسمت بتانا، علم جوتش، علم رمل، جن سے علوم خداوندی مین دخل اندازی ثابت ہو

ایسے علوم جن کو حاصل کر کے چادر اور چار دیواری سے نکل کر زینت ممبر ومحفل بنے، خانہ سازی کی بجائے خانہ خرابی کا موجب بن جائے۔ ایک حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے:

اللھم انی اسئلک علماً نافعاً و اعوذ بک من علم لاینفع''

ترجمہ: اے اللہ میں تجھ سے مفید علم عطا فرمانے کا خواستگار ہوں اور علم غیر مفید سے تیری پناہ چاہتا ہوں'

یہی وجہ ہے کہ حضورؐ نے خداوند قدوس علم نافع کی درخواست فرمائی اور علم غیر نافع سے پناہ چاہی۔

## حصول علم اور عورت:

اس عہد میں یعنی گزشتہ نصف صدی کے دوران عورت کے صحیح مقام کا مسئلہ بڑا گھمبیر ہوتا جا رہا ہے، دراصل عورت کی گھریلو ذمہ داریاں اس قدر ہوتی ہیں کہ ایک شریف اور صالح عورت ان سے بہ آسانی عہدہ برا ہونے کے بعد بہت کم وقت پاتی ہے جو کہیں آنے جانے میں صرف کر سکے، مگر موجودہ دور کے ذرائع ابلاغ (میڈیا) نے بہت کم عورتوں کو اس قابل چھوڑا ہے کہ وہ اسالیب نفس مطمئنہ کی پروردگی صحیح طور پر کرسکیں، پاکستان میں لیاقت علی خان مرحوم کے ز ا۔نے بیگم لیاقت علی خان نے خواتین کو گھروں سے باہر لانے کا پہلا تجربہ کیا، قوم قطعاً اس کے زیروبم، نفع ونقصان سے آگاہ نہ تھی ، مگر پھر بھی اس کے خلاف پاکستانی قوم کے اندر شدید ردعمل پیدا ہوا، ایوب خان اسلامی ذہن ضرور رکھتے تھے مگر سیاسی نشیب وفراز میں چلنے کے لئے مغرب پرستی کی روش اختیار کر لی۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ خاندانوں پر اقتصادی اور سماجی دباؤ بڑھتا گیا، اور لڑکیوں اور عورتوں کو زندگی کی عملی دوڑیں ان سیاسی خاندانوں کے مردوں نے حصہ لینے کے لئے، کچھ مردوں نے خود کو ''پاپولر'' کرنے کے لئے گھر سے باہر نکلنے پر مجبور کیا، جو عورت ایک مرتبہ گھر سے باہر نکلنے کا مزا چکھ لے ہمارا تجربہ یہی ہے وہ کبھی چار دیواری میں نہیں رہ سکتی، اس کا دم گھٹنے لگتا ہے، ذوالفقار علی بھٹو تو خیر جیسے تھے سب کو معلوم ہے۔ ان کی آزاد خیالی، شراب نوشی، آزادانہ روش نے اور روشن روشن صورت اختیار کر لی۔ دوسرے فوجی صاحب اقتدار ضیاء الحق آئے تو سیاست چمکانے کے لئے عورتوں کو زندگی کے ہر شعبہ میں ایک باوقار مقام دینے کے آرزومند نکلے، وہ کہتے تھے کہ ملک کی آدھی آبادی کو غیر تعلیم یافتہ اور پس ماندہ رکھ کر معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا، عورتوں کو خوب علم سکھایا گیا، انہوں نے پہلی مرتبہ پہلے ''ویمن ڈویژن'' پھر ''ویمن کمیشن'' قائم کیا، اس کے علاوہ بلدیاتی نظام کے اندر خواتین کو نسلروں کے لئے بطور خاص گنجائش پیدا کی، صوبائی اسمبلیوں اور قومی

اسمبلی میں خواتین کی نشستیں زیادہ تعداد میں رکھ دیں۔

اس جذبے کی تو ہر کوئی قدر کرتا ہے کہ خواتین کو قومی تعمیر میں اپنا کردار ادا کرنا چاہیے' مگر یہاں اختلاف کی بڑی گنجائش موجود ہے کہ قومی تعمیر میں ایک خاتون گھر میں رہ کر بھی حصہ لے سکتی ہے یا اس کے لئے دردمند دل کے ساتھ گھر سے نکلنا ضروری ہے۔ پھر خاتون خانہ کی حیثیت سے غیر شہروں میں قیام کرنا' میٹنگوں' کانفرنسوں میں شرکت کے دوران غیر مردوں کے ساتھ نشست و برخواست' ہوٹلوں میں رات گئے تک تنہائی میں پارٹی ممبروں سے ملاقاتیں' اخلاقی قدروں کی پامالی ان کے شوہر اور ماں باپ بغیر کسی مالی منفعت کے کیسے برداشت کر سکتے ہیں۔

ضیاء الحق خواتین کے معاملات میں بہت گہری دلچسپی لیتے رہے اور ان کیلئے باقاعدہ ادارے قائم کرتے رہے کہ شاید یہ سب اس لئے کیا کہ لوگ ذوالفقار علی بھٹو کو بھول جائیں' اور خواتین جو بھٹو کا دم بھرتی تھیں' ضیاء الحق کے خلاف محاذ نہ بنالیں' بہرحال اس شخص نے خواتین کو اپنے طویل دور میں زیادہ بااختیار کر دیا' جو یہ سمجھتی رہیں کہ اسلام ان کی آزادی اور ان کے حقوق کے خلاف ہے ان میں زیادہ تر ایسی تھیں' جن کی زندگی کا اسلوب اسلام کی اخلاقی اور معاشرتی حدود سے بے نیاز تھا' ان کے لب لہجہ میں مغربی تہذیب کی آن بان تھی' اس طرح اسمبلیوں میں خواتین کے لئے انتخاب کا جو طریقہ رائج ہوا اس کے ذریعہ بھی زیادہ تعداد میں وہی طبقہ آگے آیا جو من پسند طبقہ کے حلقوں میں اٹھتا بیٹھتا تھا' جن کے معاشی اور اقتصادی تعلقات بیوروکریسی یا دیرینہ سیاسی کرسیوں سے تھے۔

جنرل صاحب خود کو اسلام پرست ثابت کرنے کے لئے اپنے سینکڑوں دوستوں' صحافیوں' ہم خیالوں اور چمچہ برداروں کو ساتھ لے کر سرکاری خرچ پر عمرے کرتے رہے' پاکستان میں یہ رسم (سرکاری اخراجات پر عمروں کی) اس ہی نے ڈالی کہ آپ کی جیب پر ٹیکسوں کا بوجھ ڈال کر سرکاری عمرے کرتے رہے' اس کے بعد تمام حکمرانوں نے اس بدخصلت سنت کی دل کھول کر پیروی کی۔ اگر حساب لگایا جائے تو یقیناً آج تک تمام حکمرانوں نے عمروں پر سرکاری روپیہ اس قدر خرچ کیا کہ اس رقم کو پاکستان کے قرضے اتارنے میں خرچ کرتے تو پاکستان مقروض نہ رہتا۔

ضیاء الحق خود کو گو اسلام پسند ظاہر کرتا تھا' مگر حساب کرلیں کہ ان کے دور میں اسلام سے برگشتہ خواتین کتنی زیادہ طاقتور ہوگئیں اور انہیں عورتوں کی حالت سدھارنے کی بجائے اپنے تصورات' اپنا نام گرامی' اپنی کرسی اقتدار' اپنی قیادت چمکانے کا زیادہ شوق تھا' یہی وجہ تھی کہ جہاں بھی اسلام کے حوالے سے کوئی بات ہوتی' خواتین اس کے خلاف اٹھ کھڑی ہوتیں' ایک مرتبہ قومی اسمبلی میں جہاں تک مجھے یاد ہے مولانا گوہر رحمان نے ایک حدیث بیان کی تو عورتیں اسی کے خلاف سراپا احتجاج بن گئیں اور واک آؤٹ کرنے لگیں' جب ایک بار محترمہ نثار فاطمہ نے کہا کہ ہم اسلام کے مطابق عمل کریں گے جو خواتین نے غل مچا دیا کہ یہ ہماری نمائندہ نہیں ہے۔ نام نہاد اسلام کے علمبردار ضیاء الحق نے جس قسم کا اسلام پھیلایا

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کے مرتے ہی اسلام کا معجزہ ختم ہوگیا۔ اور مغربی دلدادہ بے نظیر حکمران بن گئی۔ پھر نواز شریف کا دور آیا۔ ان لوگوں نے جو کچھ کیا اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ ہر شعبہ میں اسمبلی سے لے کر پولیس تک میں عورتیں بھرتی ہو گئیں، خواتین کو بے ڈھنگے حقوق نسواں کی کھلی چھوٹ مل گئی جو اسلام کے اصولوں کے منافی ہے۔

سب تو نہیں مگر وہ نمائندہ خواتین جن پر امریکہ کا رنگ زیادہ چڑھا ہوا ہے، وہ جوش غضب میں خدا اور اس کے حبیب ﷺ کے مدمقابل آنے سے نہیں چوکتیں، یہ خدا کے عذاب کو دعوت دینے کے مترادف ہے۔ اس قدر دیدہ دلیری اسلام کے ابواب میں ناقابل برداشت ہے، کیا پھر ایک غازی علم الدین کی ضرورت ہے۔ اسمبلی میں خواتین ممبروں کی فہرست دیکھئے جو زیادہ تر بہو بیٹیاں، بھانجیاں اور رشتہ دار کن صاحبان کی ہیں۔ غور فرمائیں! ان ہی پروفیشنل سیاست دانوں کے نام ملیں گے جو کرسی اقتدار پر وقت گزار چکے ہیں۔

ہر صاحب فہم اور ذی شعور مرد، عورت کی صلاحیت کو جلا دینے کے حق میں ہے، لیکن خواتین کے چھوٹے سے گروہ نے جس انداز میں اسلامی اقدار کا مذاق اڑا رکھا ہے، اس کے نتائج خود اس کے حق میں آخر کار بہت برے ہوں گے۔ خواتین کا ایک بہت بڑا طبقہ جو اللہ اور اس کے رسولؐ پر ایمان رکھتا ہے آج بھی خدا کا شکر ہے، ان بے پردہ، بے حجاب، بازو کھلے، گریبان دراز خواتین سے حد درجہ نالاں ہے۔ جو غیر مردوں سے مصافحہ کرنے، بے تکلفی سے اسمبلی، ہوٹلوں اور گیلریوں کے گوشوں میں مردوں سے کھسر پھسر کرتی رہتی ہیں، چنچل اور بے نقاب انداز سے ٹی وی پر گفتگو اور مکالمات، اخبارات اور رسائل میں دلکش فوٹو کے ساتھ انٹرویو دینے کا انہی خواتین کا حق ہے اور ان کے شوہروں کی قابل برداشت ہمت قابل صد تحسین ہے، لاکھوں شریف خانہ دار خواتین ان تمام صفات سے محروم ہیں اور گھروں میں رہ کر اپنے شوہروں اور بچوں کی دیکھ بھال، پرورش و تربیت۔ انہی لائنوں پر کرتی رہتی ہیں، جن پر حضرت بی بی فاطمۃ الزہراؓ خاتون جنت اپنے شوہر اور بچوں کی پرورش و تربیت کرتی رہیں، مگر مشکل یہ ہے کہ یہ گل بہار خواتین محافل میں اپنی خوش طبعی اور خندہ ذہنی سے ذرائع ابلاغ کے ذرائع استعمال کرتی رہتی ہیں، جبکہ ایک خانہ دار خاتون کے پاس اپنے اظہار خیالات و عزائم کے لئے ذرائع مفقود ہیں جس کی وجہ سے ان کی رائے سے عوام بہرہ ور نہیں ہوتے۔ حالانکہ اس دور میں خواتین کی کثرت ان ماڈل مغرب زدہ خواتین کو دبے لفظوں میں ''بے شرم'' کہتی رہتی ہیں۔

**عورت کس مقام پر ہے:**

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ دنیا میں صرف اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جس کے تہذیب و تمدن کے ہر دور میں انسانی افکار اور کردار پر اثر کیا، اسلام نے روحانیت اور اعلیٰ اخلاق کے اقدار کا ایسا مضبوط اور ہم آہنگ نظام قائم کیا ہے جس نے صدیوں تک انسانیت کی راہنمائی اور اقامت کا فریضہ انجام دیا۔

اگر آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو دیکھیں گے کہ اسلام سے پہلے تمام روئے زمین پر شخصی حکومتیں بالکل مطلق العنان ہوتی تھیں، تمام اختیارات بادشاہ یا راجہ کو حاصل ہوتے تھے اسلام نے پندرہ سو سال پہلے ہی جمہوریت کے عملی قیام سے ان دونوں رکاوٹوں (جدی حکمرانی اور مفقود علاقہ پر حکمرانی) کو مساوات انسانی اور حریت فکر کی تعلیم دے کر ختم کر دیا۔

اسلام نے ہی تمام انسانوں کو ایک ہی جوڑے کی اولاد قرار دے کر مساوات انسانی کا درس دیا' ملاحظہ فرمائیے قرآن کیا کہتا ہے:

ترجمہ: اے لوگو! ہم نے تمہیں ایک مرد اور عورت سے پیدا کیا اور تمہارے قبیلے اور ذاتیں بنائیں تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو' بے شک تم سے اللہ کے نزدیک وہ ہے جو تم میں سے زیادہ پرہیزگار ہے۔ (الحجرات۔۱۳)

یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں کہ اسلام سے پہلے تمام مذاہب میں عورت کا مقام انتہائی پست تھا' ہندو اور بدھوں میں عورت اپنے شوہر کے پیر صبح اٹھ کر چومتی تھی' اہل عرب اپنی عورتوں کو پاؤں کی جوتی سے بھی کم وقعت دیتے تھے۔

عیسائیت میں عورت کا جائیداد پر کوئی حق نہ تھا' اور شوہر کے مرنے کے بعد اس کا کوئی ٹھکانہ نہ تھا' اسلام نے معاشرتی نظام زندگی سنوارنے کے لئے طبقاتی تقسیم ختم کر کے عورت کے مقام کو بلند کر دیا' قرآن نے صاف کہا۔

(البقرہ) ولهن مثل الذی علیهن بالمعروف

ترجمہ: جس طرح عورتوں کے فرائض ہیں اسی طرح ان کے حقوق ہیں۔

اسلام کی اس ہی تعلیم نے اقوام متحدہ کے انسانی حقوق کے عالمی منشور میں جگہ حاصل کی۔ یہ اقوام متحدہ کی پہلی ہی دفعہ میں ہے' کہ تمام انسان آزاد اور حقوق وعزت کے اعتبار سے برابر پیدا ہوئے ہیں۔ انہیں ضمیر اور عقل ودیعت ہوئی ہیں' اس لئے انہیں بھائی چارہ کا سلوک کرنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم وعقل کی نعمت دے کر اپنا نائب بنا کر اس دنیا میں بھیجا اور دنیا میں اس کی ابتدائی تعلیم وتربیت کا فریضہ اس کی ماں (عورت) کے سپرد کر دیا۔ تا کہ وہ ہی اسکی ذہنی اور دماغی قوتوں اور صلاحیتوں کی حفاظت ونگرانی کرے' اس حقیقت سے نہ صرف علم کی اہمیت کا پتہ چلتا ہے بلکہ عورت کی فضیلت بھی متشکل ہو کر سامنے آجاتی ہے کہ انسان کی جتنی تعلیم وتربیت خالق نے ضروری سمجھی اتنی ہی عورت کے سپرد کر دی' مرد کو ابتدائی تعلیم وتربیت کا اہل نہیں بنایا' اگر مرد کے خیال کے مطابق عورت قطعاً ناقص العقل ہوتی تو پوری نوع انسان کی ابتدائی تہذیب وتربیت عورت کے سپرد نہ کی جاتی۔

## عورت کی حکومت:

مرد میں محافظت ونگرانی' تدبیر وتدبر' حوصلہ ودانشمندی کی صفات فطری طور پر عورتوں سے زیادہ ہوتی ہیں' اور

عورت میں چونکہ قوت فکر ونظر، قوت فیصلہ وتحفظ کم ہوتا ہے، بایں وجہ اللہ جل شانہ نے اس کی ولایت وحکمرانی کو مرد کی نگرانی میں ایک خاص حد تک محدود رکھا ہے، اور یہ بھی بتا دیا گیا ہے کہ فضیلت اس کے سبب ہے جو اللہ تعالیٰ نے مرد کو عطا کی ہے، ملاحظہ فرمائیے۔ بما فضل اللہ بعضھم علی بعض (النساء ۔۳۴)

حضور ﷺ کی ایک حدیث مقدمہ ہے:

ترجمہ: وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کر دیئے۔ (بخاری، نسائی)

شریعت مطہرہ کی رو سے عورت کی حکومت ولایت صحیح ہے یا نہیں، آج کل بالخصوص اسلامی ممالک میں زیر بحث ہے، اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں اگر کوئی قوم یا قبیلہ عورت کو اپنا حاکم بناتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ قانون فطرت اور منشا خداوندی کی خلاف عمل کرتا ہے، اور قانون فطرت، منشا خداوندی کے خلاف عمل کرنے والوں کو بالآخر ہلاکت کے گڑھے میں دھکیل دیتی ہے۔

چنانچہ سرور کائنات ﷺ کے دور مبارک میں جب اہل فارس نے ایک عورت کو مطلق العنان فرمانروا بنالیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ قوم کبھی فلاح نہیں پاسکتی جس نے حکومتی معاملات عورت کے سپرد کر دیئے، ان باتوں سے یہ مطلب نہیں نکلتا کہ شریعت نے عورت کو صرف محکوم یا لونڈی بنانے کا حکم دیا ہے، بلکہ اسلام نے اس کی عقل کی پہنچ اور استطاعت کے مطابق اسے بھی ولایت وحاکمیت کا حق عطا کیا ہے، حضور ﷺ نے فرمایا "تم میں سے ہر ایک دوسرے پر حاکم ہے اور والی ہے، ہر ایک سے قیامت کے دن اس کی ذمہ داریوں کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ پھر عورت کے بارے میں فرمایا کہ وہ اپنے شوہر کے مال، اور اولاد کی والی اور راعی ہے، قیامت کے روز اس سے ان کے بارے میں سوال کیا جائے گا، اس کے علاوہ عورت کو گھر کی ذمہ داریوں کے بارے میں بھی عورت کو والی قرار دیا گیا۔ وہ اپنے شوہر کے مشورے سے اور اجازت سے گھر کی ذمہ داری، ترمیم وتنسیخ کرسکتی ہے۔ شریعت مطہرہ نے عورت کو چراغ خانہ بنایا ہے اور ہر اس موقع محل سے اجتناب کی تاکید کی ہے جس سے وہ شمع محفل بن جائے۔

## عورت کی ذمہ داری:

قرآن اس بارے میں کیا فرماتا ہے:

وقرن فی بیوتکن و لا تبرجن تبرج الجاھلیة (الاحزاب ۔۳۳)

یعنی باہر کے کام مردوں کے سپرد کر کے تم گھروں میں بیٹھی رہو، اور تدبیر منزل کے فرائض انجام دو۔

خصات، رضاعت، ولایت فی الدار کی ذمہ داری تم پر ہے، اس کو سنبھالو، اور زمانہ جاہلیت کی عورتوں کی طرح سے پردہ سے نکل کر اپنی دنیا و عاقبت خراب نہ کرو۔

اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اس واسطے پردہ کا حکم نازل فرمایا۔ اس کی مخالفت کرنے پر بہت سخت وعیدیں صادر فرمائیں۔ عورت کی فطرت، عورت کی جبلت اور اس کی نسوانی جذبات کا تقاضا یہی ہے کہ وہ گھر کے اندر بیٹھے اور خانہ داری کی دیکھ بھال کرے اور تدبیر منزل کے مسائل میں مرد کا ہاتھ بٹائے اور اس کی ممد و معاون ثابت ہو۔

جو عورت تکبر اور ذاتی انا کے بل بوتے پر اپنے دائرہ سے باہر نکلتی ہے وہ اپنے اوپر ظلم کرتی ہے اور قانون فطرت سے انحراف کی مرتکب ہوتی ہے۔

جو شخص قانون فطرت سے ہٹ کر منشاء خداوندی کے خلاف عمل کو حرزِ جان بناتا ہے، وہ فلاح و کامیابی، ترقی و کامرانی کی راہ سے ہٹ جاتا ہے، جو لوگ رضیہ سلطانہ اور چاند بی بی کی مثالیں دیتے ہیں وہ تاریخ پڑھیں کہ ان کا کیا انجام ہوا۔ آپ خود سوچیں کہ اللہ تعالیٰ نے بھی کسی عورت کو نبوت و رسالت کے منصب پر فائز نہیں فرمایا۔

بعض معاملات میں تو نص قطعی کے ساتھ ثابت ہے کہ عورت مرد کے برابر نہیں ہوسکتی، چنانچہ گواہی (شہادت) کے معاملہ میں صاف صاف خداوندی تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

ترجمہ: ''پھر اپنے مردوں میں سے دو آدمیوں کی اس پر گواہی کر ڈالو اگر دو مرد نہ ملیں تو ایک مرد اور دو عورتیں ہوں تاکہ ایک بھول جائے تو دوسری یاد دلا دے۔''

قانون شہادت میں شرعی نقطہ نظر یہ ہے کہ دو مرد گواہی دیں اگر دو موقع پر موجود نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں مل کر شہادت دیں یعنی دو عورتوں کی شہادت کی ایک مرد کی شہادت کے مساوی قرار دیا گیا، اس مسلئے سے اندازہ فرمائیں کہ جو عورت گواہی کے معاملہ میں شرعی رو سے ایک مرد کے برابر نہیں تو کیا وہ مردوں کی پورے ملک کی نگران ہوسکتی ہے؟ اور شریعت کیسے اجازت دے سکتی ہے کہ ملک کا نظم و نسق سنبھالے اور حکومت کی کرسی پر بیٹھے، ایک حدیث میں ارشاد ہوتا ہے

ترجمہ: ''وہ قوم کبھی فلاح نہیں پائے گی جس قوم نے اپنے معاملات عورت کے سپرد کردیئے'' (بخاری، نسائی)

اکثر پاکستانی خواتین اسلامی نظریہ حیات سے قطعاً الگ تھلگ ہو کر اپنی صنفی خصوصیات کو ترک کر کے کتاب و سنت پر عمل کرنے سے بیزار ہوتی جارہی ہیں، ان کی سرگرمیوں میں سیاسی سطح پر مفادات، مصلحتیں یہاں ایک نئی نسل و لادینیت کے قریب تر کردیں گی، پاکستان میں ہر طبقے کے حقوق کا اسلامی احکامات کے مطابق تحفظ ضرور ہونا چاہیے، لیکن اس کے ساتھ اسلامی جمہوری فرائض کا ابلاغ بھی بے حد ضروری ہے، آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام پوری زندگی کو عدل و مساوات کی راہ دکھاتا ہے۔ ع

خاص ہے ترکیب میں قوم رسولؐ ہاشمی

---